بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روزنہ ہفت
خدام الدین
لاہور

جلد ۷ | ذی الحجہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۹ر مئی ۱۹۶۱ء | شمارہ ۲

اس شمارے میں

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے فی پرچہ ۲۵ پیسے
فون ۶۷۵۴۵

نوٹ:۔ خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں
(۲) چٹ پر سرخ نشان جو آپ کے چندہ ختم ہونے کی نشانی ہے

طلاق

دین فطرت اسلام کے معاشرتی مسائل میں سے ایک مسئلہ طلاق کا بھی ہے پہلے یورپ والوں نے اس کے خلاف خوب زہر اگلا۔ ادھر ہندوؤں اور آریوں نے تو عرصہ تک اودھم مچائے رکھا۔ لیکن حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے ہم دعویٰ سے کہتے ہیں۔ کہ اسلام کا ہر عقیدہ اور ہر مسئلہ اپنی جگہ ایک اٹل حقیقت رکھتا ہے۔ اور نقل صحیح اور عقل سلیم میں کبھی اختلاف نہیں ہو سکتا۔ مگر ان تہذیب کے متوالوں اور عقل کے تیاوں کی عقماوں کو کون عقل سلیم یا عقل کامل مان سکتا ہے۔ جو اگر ہزار ہیں تو ہزار رائیں بھی رکھتے ہیں۔ اور جن کی رائیں آپس میں ٹکرانے کے علاوہ ہمیشہ بدلتی بھی رہتی ہیں۔ الحمد للہ کہ علماء اسلام کبھی مخالفین اسلام کی غوغا آرائی سے مرعوب یا مغلوب نہیں ہوئے بلکہ جادو وہ ہے جو سر پر چڑھ کر بولے آخر کار یورپ والوں کو بھی طلاق کا قانون بنانا پڑا۔ مگر وہ اسلام کی صحیح نقل نہ کر سکے انہوں نے خاوند کے ذاتی حق طلاق کو عدالتی فیصلے کا پابند بنا ڈالا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عدالتوں میں طلاق کے مقدمات کی بھرمار ہو گئی اور طلاق کی اجازت حاصل کرنے کے لئے بیوی خاوند دونوں ایک دوسرے کو رسوا اور بدنام کرنے کے لئے پورے وسائل اختیار کرنے پڑے اور نوبت بایں جا رسید کہ اب تو ہندوؤں کو بھی اسمبلیوں میں طلاق کے بل پیش کرنے پڑ رہے ہیں ہوئی نہ وہی بات، میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا۔ بلکہ یوں کہئے آنچہ دانا کند، کند نادان ولیکن بعد از ہزار رسوائی

حقیقت مسئلہ

وہ مذہب سچا مذہب نہیں ہے جس میں انسانی فطرت کا لحاظ نہ رکھا گیا ہو۔ انسان مدنی الطبع ہے۔ یہ مل جل کر رہنے پر مجبور ہے۔ مردوں مردوں میں اور عورتوں عورتوں میں کبھی مردوں اور عورتوں میں نزاعات کی صورتیں پیش آجایا کرتی ہیں۔ اسی انسانی طبعی تقاضے کے عین مطابق کبھی کبھار میاں بیوی میں مخاصمت کا پیدا ہو جانا یقینی ہے۔ یہ ماننے کے لئے کوئی تیار نہیں کہ دو آدمیوں میں کبھی اختلاف نہیں ہو سکتا۔ میاں بیوی بھی آخر انسان ہیں بہت ممکن ہے کہ ان میں کسی وقت حالات ناقابل اصلاح حد تک گڑ جائیں۔ اس صورت میں

حالات کے تدارک کے لئے اگر کسی مذہب میں کوئی سبیل نہیں ہے۔ تو وہ مذہب کامل نہیں ہے کیونکہ تمام دنیا کے لوگ جوڑہ جوڑہ ہو کر رہتے ہیں۔ اور ان میں لیا اوقات شدید نزاع کی شکلیں پیدا ہوتی ہی رہتی ہیں۔

اسلام نے ایسی ہی مجبوریوں کے پیش نظر طلاق کی گنجائش رکھی ہے۔ فرض کیجئے۔ میاں بیوی میں شدید اختلاف پیدا ہو گیا۔ اور یہ شکر رنجی اور کدورت اس حد تک بڑھی۔ کہ گھر جہنم کا نمونہ بن گیا۔ دونوں کی زندگی تلخ ہو گئی۔ اور موافقت کی تمام کوششیں بے سود ہو چکی ہیں۔ ایسی حالت میں جدائی کے بغیر چارہ کار نہیں

اب بیوی آزاد ہو کر کسی دوسرے گھر کو آباد کرتے ہوئے مقصد ازدواج کو پورا کرے اور خاوند کسی اور بیوی سے شادی کر کے اطمینان قلب سے اپنے فرائض کو انجام دے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو جائے ۔۔

طلاق کب واقع ہوتی ہے

ان میں جدائی اور تفریق کے لئے اللہ تعالیٰ نے خاوند کو اختیار دیا ہے۔ کہ ناگزیر حالات میں وہ زبان سے طلاق کا لفظ بول دے بیوی پر طلاق پڑ جائے گی۔ شریعت نے یہ احتیاط کی ہے۔ کہ طلاق رجعی کو پسند فرمایا ہے۔ تاکہ پشیمانی کی صورت میں رجوع کیا جا سکے۔ لیکن اگر وہ تین طلاق یا طلاق بائن دیدے تو بیوی اسی وقت نکاح سے خارج ہو جائیگی جیسے کہ نکاح کے وقت ایجاب و قبول کرتے ہی عورت مرد کی بیوی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح طلاق کے الفاظ کہتے ہی عورت پر وہ اسی وقت واقع ہو جاتی ہے

عدت

قربان جائے اسلام کی پاکیزہ تعلیم کے کہ اس نے اسی وقت دوسرا خاوند کرنے کی اجازت نہیں دی۔ ایسا نہ ہو کہ آگے چل کر اولاد کے سلسلہ میں جھگڑا پیدا ہو۔ انسانی فطرت اور صفائی معاملات کے بھی خلاف تھا۔ اس لئے اسلام نے حکم دیا۔ کہ دوسرے خاوند سے پہلے عورت اتنا انتظار کرے گی۔ کہ تین بار اس کو ماہواری آجائے وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ الخ کہ رحم کی صفائی کا پورا پورا یقین حاصل ہو جائے اگر صغر سنی یا زیادہ عمر کی وجہ سے ایام ماہواری نہیں آتے تو پھر تین ماہ انتظار کرے۔ چنانچہ قرآن پاک کے الفاظ یہ ہیں

وَالّٰٓـئِیْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓـئِیْ لَمْ يَحِضْنَ

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

حافظ قرآن جنت میں داخل ہوگا

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَظْهَرَهٗ فَاَحَلَّ حَلَالَهٗ وَحَرَّمَ حَرَامَهٗ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَهٗ فِيْ عَشَرَةٍ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ كُلُّهُمْ وَقَدْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَحَفْصُ بْنُ سُلَيْمٰنَ الرَّاوِيُّ لَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ۔

ترجمہ۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے قرآن پڑھا۔ اور اس کو یاد کیا۔ پھر اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھا تو داخل کرے گا اس کو اللہ جنت میں اور اس کے گھر والوں میں ان دس شخصوں کے حق میں ان کی سفارش قبول کی جائے گی۔ جو قطعی دوزخی ہونگے۔

عمل قرآن کے فضائل

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوا الْقُرْاٰنَ فَاقْرَءُوْهُ فَاِنَّ مَثَلَ الْقُرْاٰنِ لِمَنْ تَعَلَّمَ فَقَرَاَ وَقَامَ بِهٖ كَمَثَلِ جِرَابٍ مَحْشُوٍّ مِسْكًا تَفُوْحُ رِيْحُهٗ كُلَّ مَكَانٍ وَمَثَلُ مَنْ تَعَلَّمَهٗ فَرَقَدَ وَهُوَ فِيْ جَوْفِهٖ كَمَثَلِ جِرَابٍ اُوْكِيَ عَلٰى مِسْكٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

ترجمہ حضرت ابو ہریرۃ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سیکھو قرآن کو اور پھر پڑھو اس کو کیونکہ جو شخص قرآن کو سیکھتا ہے پھر اس کو پڑھتا ہے۔ اور رات کو قیام کرتا ہے۔ اس کا حال اس ہتھیلی کی مانند ہے۔ جس میں مشک بھرا ہو کہ اس کی خوشبو مکان کے گوشہ گوشہ میں پہنچ جاتی ہے۔ اور اس شخص کا حال جس نے قرآن کو سیکھا اور وہ اس کے دل ہی میں رہا یعنی نہ پڑھا اور نہ اُس پر عمل کیا مشک کی اس ہتھیلی کی مانند ہے جس کے منہ کو باندھ کر اُس پر مہر لگا دی ہو

شیطان بھگانے کا عمل

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِاَلْفَيْ عَامٍ اَنْزَلَ مِنْهُ اٰيَتَيْنِ خَتَمَ بِهِمَا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَلَا تُقْرَاٰنِ فِيْ دَارٍ ثَلٰثَ لَيَالٍ فَيَقْرَبُهَا الشَّيْطٰنُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ

ترجمہ۔ حضرت نعمان بن بشیر کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے کتاب لکھی۔ یعنی خدا کے حکم سے فرشتوں نے لوح محفوظ پر لکھا۔ پھر اس کتاب میں سے خدا نے دو آیتوں کو اتار کر اُن دو آیتوں پر سورہ بقر ختم ہوجاتی ہے پس جس گھر میں ان آیتوں کو تین رات برابر پڑھا جائے شیطان اُس گھر کے قریب نہیں آتا۔

فتنہ دجال سے حفاظت

وعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَاَ ثَلٰثَ اٰيَاتٍ مِنْ اَوَّلِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

ترجمہ۔ حضرت ابو درداءؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص پڑھے تین آتیں سورہ کہف کے اول کی بچایا جائے گا۔ وہ دجال کے فتنہ سے۔

دس قرآن پڑھنے کا ثواب

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ قَلْبًا وَقَلْبُ الْقُرْاٰنِ يٰسٓ وَمَنْ قَرَاَ يٰسٓ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِقِرَاءَتِهَا قِرَاءَةَ الْقُرْاٰنِ عَشْرَ مَرَّاتٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر چیز کا دل ہے اور قرآن کا دل یٰسین ہے۔ پس جو شخص سورہ یٰسین کو پڑھے اس کے لئے دس قرآن پڑھنے کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

سورہ یٰسین اور سورہ طٰہٰ کے فضائل

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَرَاَ طٰهٰ وَيٰسٓ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِاَلْفِ عَامٍ فَلَمَّا سَمِعَتِ الْمَلٰئِكَةُ الْقُرْاٰنَ قَالَتْ طُوْبٰى لِاُمَّةٍ يُّنْزَلُ هٰذَا عَلَيْهَا وَطُوْبٰى لِاَجْوَافٍ تَحْمِلُ هٰذَا وَطُوْبٰى لِاَلْسِنَةٍ تَتَكَلَّمُ بِهٰذَا رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خداوند تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے ایک ہزار برس پہلے سورۂ یٰسین کو پڑھا جب فرشتوں نے ان سورتوں کو سنا تو کہا مبارک ہے وہ قوم جس پر اُتارا جائے گا۔ یہ قرآن یعنی یہ دونوں سورتیں اور خوشخبری ہے ان دلوں کو جو اٹھائیں گے یعنی یاد کریں گے۔ ان سورتوں یا قرآن کو اور خوشحالی ہے اُن زبانوں کو جو پڑھیں گی اس قرآن کو یا ان سورتوں کو

مسبحات پڑھنے کے فضائل

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَاُ الْمُسَبِّحَاتِ قَبْلَ اَنْ يَّرْقُدَ يَقُوْلُ اِنَّ فِيْهِنَّ اٰيَةً خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ اٰيَةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ مُرْسَلًا وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ

ترجمہ۔ حضرت اعرباض بن ساریہ کہتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے مسبحات کو پڑھا کرتے تھے۔ یعنی اُن سورتوں کو جن کے شروع میں سبحان یا سبح یا یسبح کے الفاظ ہیں اور وہ سات سورتیں ہیں سبحان الذی اسریٰ بعبدہ سورہ حدید۔ سورۃ حشر۔ سورہ صف۔ سورہ جمعہ سورہ تغابن۔ سورۃ اعلیٰ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ ان سورتوں میں ایک آیت ہے۔ جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے۔

خدام الدین پڑھنا پڑھانا آپ کا دینی اور تبلیغی فریضہ ہے

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۲۵ ر ذیقعد ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۱ رمئی ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ امّا بعد:۔

ہمیں دلی طور پر افسوس ہے کہ حضرت اقدس کے گذشتہ جمعرات کے ارشادات عالیہ مرتب نہ کر سکنے کی وجہ سے قارئین کے روحانی ذوق کے لئے سامان تسکین نہ مہیا کر سکے۔ ہم انشاء اللہ العزیز کوشش کریں گے۔ کہ آئندہ ارشادات عالیہ کے ساتھ ساتھ گذشتہ جمعرات کے ارشادات کو بھی شامل اشاعت کرتے رہیں۔ ہم سمجھتے ہیں اس دور فسق و فجور میں ایک باخدا عالم باعمل کے پُرخلوص اور عام فہم خیالات کا عوام تک پہنچنا نہایت ضروری ہے اور ہم اس بات کا بھی پوری کوشش سے لحاظ رکھا کرتے ہیں۔ کہ ترتیب دیتے وقت زیادہ سے زیادہ حضرت کے زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ ہی استعمال کئے جائیں۔ تا کہ الفاظ کا تقدس اور برکت میں کمی واقع نہ ہونے پائے۔ اس جمعرات کو حضرت اقدس نے مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار فرمایا۔

منظور سعید احمد جالندھری

ارشاداتِ مقدسہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔

اَمَّا بَعْدُ۔ وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا۔ ترجمہ۔ اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مردوں اور بہت یاد کرنے والی عورتوں کے لئے بخشش اور بڑا اجر تیار کیا ہے۔

عرض یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے ذکر کے لئے کلام پاک میں دونوں جنسوں کو مخاطب فرمایا ہے۔ یعنی کثرت سے ذکر کرنے والے اور کثرت سے ذکر کرنے والیاں عورتوں کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ روٹیاں پکاتی رہیں اور گھر کے کپڑے دھوتی رہیں۔ یا دیگر امور خانہ داری رات دن الجھی رہیں۔ مردوں کو چاہئے۔ کہ اُن کو خدا یاد کرنے کا وقت دیں۔ بلکہ فرائض کی ادائیگی کے لئے متنبہ کرتے رہا کریں۔ البتہ عورتوں اور مردوں کے ذکر کرنے میں یہ فرق ہے کہ عورتوں کو بلند آواز سے ذکر کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ پردہ دار ہوتی ہیں لہذا غیر مرد کسی مجبوری کے بغیر اُن کی آواز نہ سننے پائے۔ البتہ مرد اتنی بلند آواز سے ذکر کر سکتے ہیں۔ کہ ذکر کرنے میں ان کی مشغولیت اور توجہ ہو سکے اور شیطانی وساوس سے نجات مل سکے۔ اتنی بلند آواز سے ذکر کرنا جس سے کسی دوسرے کو تکلیف پہنچے مردوں کے لئے بھی مناسب نہیں۔

ارشاد باری ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔

اس ارشاد مقدسہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے کسی کی جنس تخصیص نہیں فرمائی ہے۔ بلکہ سب مردوں، عورتوں اور اسی طرح جنوں میں نر و مادہ کے لئے ایک ہی حکم ہے۔

گزشتہ ہفتہ مجھے اللہ کے ذکر کا شوق رکھنے والی دو عورتوں کو کراچی جاکر بیعت کرنا پڑا۔ کیونکہ عورتوں کا سفر مناسب نہیں تھا۔ اور اُن کی سہولت ضروری تھی۔ عورتوں کا گھر سے سفر کرنا درست نہیں۔ اس لئے میں خود وہاں گیا۔ تاکہ ان کو اللہ اللہ کرنا سکھا دوں۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یقول ابن آدم تفرغ لعبادتی املأ صدرك غنًی واسد فقرك وان لم تفعل ملأت یداك شغلا ولم اسد فقرك۔

(رواہ احمد و ابن ماجہ)

ترجمہ۔ جو رزق مقدر ہے وہ مل کر رہیگا آپ سمجھتے ہیں۔ ہماری محنت پر رزق ہے۔ یہ بات غلط ہے۔ رزق اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ سچا اور اللہ کا رسول سچا ہے

ایک لڑکی میرے پاس آئی۔ جس کے نانے کا میرے ساتھ بیعت کا تعلق تھا۔ اُس لڑکی نے کہا۔ کہ میرا خاوند دو ہزار روپیہ ماہانہ تنخواہ لیتا ہے۔ مگر گزارہ نہیں ہوتا۔ تو میں نے حسب سابق جواب دیا۔ کہ بیٹی۔ رزق میں برکت ڈالنا اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ میں اور میری اولاد دنیوی اعتبار سے کوئی کام نہیں کرتے۔ تمام دن فقط اور اللہ کے رسول کا دین پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے بھی بیوی۔ لڑکے۔ بہوئیں۔ پوتے اور پوتیاں سبھی کچھ ہیں۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ گزارہ نہایت اچھا چل رہا ہے۔ اور کوئی شکایت نہیں۔ اور آج تک کبھی کسی سے ایک پیسہ تک نہیں مانگا۔ اللہ تعالے کو منظور ہو۔ تو تھوڑا رزق بھی بہت بن جایا کرتا ہے۔ اگر برکت نہ ہو۔ تو رزق کی بہتات کے ہوتے ہوئے بھی "ہائے" "ہائے" نہیں جاتی۔ اور اطمینان حاصل نہیں ہوتا۔ اکثر عورتیں اس طرح شکایات لے کر آتی ہیں۔ جیسا کہ پچھلی حدیث میں ارشاد ہوا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ اے بندے تو مجھے یاد کرنے کے لئے فارغ ہو۔ میں تجھے غنی کردوں گا۔ جو اللہ کے نیک بندے اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنے آپ کو اللہ کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہر ضرورت کا کفیل ہو جاتا ہے۔

ع۔ خدا خود میر ساماں است ارباب توکل را

اللہ تعالےٰ پر بھروسہ یا توکل کا مطلب یہ نہیں کہ انسان کوئی کام نہ کرے۔ اور ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیکار بیٹھا رہے۔ اس میں شک نہیں جو رزق مقدر ہے۔ وہ ہر حیلے مل کر رہے گا۔ بلکہ انسان کو چاہئے کہ حتی المقدور خداداد ہمت اور قوت کو کام میں لائے۔ اور پھر خدا کی ذات پر بھروسہ کرے۔ کہ جو کچھ حاصل ہوگا۔ وہ اللہ کے فضل سے ہوگا۔

یہ زندگی اللہ تعالےٰ نے اپنی عبادت کے لئے عطا فرمائی ہے۔

بندہ آمد از برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

اللہ تعالےٰ سے دعا گو ہوں۔ کہ آپ کو ہدایت بخشے اور ذکر کی توفیق عطا فرمائے

میرے دوستو۔ اطمینان قلب صرف اللہ کے ذکر سے حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا کلام خود اس پر شاہد ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

ترجمہ۔ خبردار اللہ کی یاد ہی سے دل تسکین پاتے ہیں۔

نہ رزق کی کثرت اطمینان بخش ثابت ہو سکتی ہے۔ اور نہ رزق کی قلت کسی پریشانی کا باعث بن سکتی ہے۔ میرے ہر دو حضرات کے ہاں (خدا ان کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے) ایک

دیگ صبح اور ایک دیگ شام کو پکتی تھی۔ اور اللہ ہی کے نام پر تقسیم ہو جاتی تھیں۔ حالانکہ یادِ الٰہی کے بغیر اور کوئی کام نہ کرتے تھے۔ اللہ ہی وہ رزق بھجواتا تھا۔ اور اللہ ہی کے نام پر خرچ کر دیا جاتا تھا۔

کیا

لاہور کی کئی لاکھ کی آبادی میں کسی کو یہ توفیق ہے۔ فقط اللہ کے نام پر اس طرح خرچ کر سکے۔ ہاں رسم و رسوم اور بڑائی کی خاطر کرتے ہیں۔ تاکہ لوگوں میں ان کی امارت کی شہرت ہو جائے۔ دنیا میں جتنے نبی آئے۔ سب نے یہی کہا۔

وَمَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ترجمہ۔ اور میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔

وہ نہ کسی سے کچھ معاوضہ طلب کرتے تھے۔ اور نہ ان کو اپنی روزی کا خیال فکرمند کرتا تھا۔ بلکہ وہ تمام دن اللہ کی مخلوق کو خدا کی دعوت دیتے رہتے تھے۔ اور راہِ راست دکھاتے رہتے تھے۔ اور اللہ ان کی ہر چیز کفیل ہوتا تھا۔

مگر دنیا داروں کا یہ حال ہے۔ کہ لڑکے کیا اور لڑکیاں کیا نوکری کے آرزومند ہیں نوکری کے حصول کے لئے تعلیم دلاتے ہیں کچھ عمر سکولوں کالجوں کی نذر ہو جاتی ہے۔ اور باقی عمر دفتروں میں ضائع ہو جاتی ہے اور خدا یاد کرنے کی مہلت ہی نہیں ملتی۔ مگر افسوس کہ اطمینان پھر بھی حاصل نہیں ہوتا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

میری امت میں تہتر فرقے ہوں گے۔ بہتر ویسے ہی گمراہ ہوں گے۔ جیسے یہود و نصاریٰ ہیں تھے۔ صرف ایک فرقہ حق پر ہوگا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کون سا فرقہ ہوگا۔ تو فرمایا۔ ما انا علیہ واصحابی

ترجمہ۔ جس پر میں اور میرے اصحابی ہیں تو میرے دوستو۔ اللہ کے رسول اور اس کے اصحابہ کا طریقہ کا جہاں سے بھی کھوج لگ سکے۔ لگاؤ۔ اور اس کو اپناؤ۔ اپنی طرف سے جو کچھ دین میں شامل کیا ہے سب کو چھوڑ دو۔ جو لوگ اسقاط کراتے ہیں مردوں کو قرآن بخشواتے ہیں۔ یہ انہوں نے کہاں سے لیا ہے حضور کے زمانے میں تو قرآن لکھا ہوا ہی نہیں تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے صرف ایک نسخہ جمع کرایا بعد ازاں وہ نسخہ حضرت عمرؓ کو ازاں بعد یہی نسخہ اُن کی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہؓ کو ملا۔ اور حضرت عثمانؓ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرت حفصہؓ سے یہ نسخہ لے کر نقل کرایا۔ یہ نقلیں اپنی مُہر کے ساتھ اپنے تمام گورنروں کو بھجوائیں۔ جیسا کہ تاریخ سے ظاہر ہے۔ حضور کے زمانہ اور حضرت عثمان کے دور خلافت تک قرآن پاک کچھ کھجور کے پتوں اور کچھ اونٹ کی ہڈیوں پر لکھا ہوا کرتا تھا۔ تو اسی طرح قرآن بخشوانے کی رسم نہ جانے یہ لوگ کہاں سے لے آئے ایک وقت تھا۔ جب کہ لاہور میں مترجم جلد شدہ حمائل شریف چھ آنے میں مل جایا کرتی تھی۔ اور یہ لوگ چھ آنے کا قرآن بخش کر مردے کے ساری عمر کے گناہ معاف کرا لیتے ہیں۔ نہ نماز نہ حج نہ زکوٰۃ اور نہ دیگر کسی عبادت کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ چھ آنے کا قرآن لے کر مولوی کو دے دیا۔ اور مولوی نے اپنی روٹی کی خاطر نہ حق بیان کیا۔ اور نہ اصل حقیقت سے عوام کو آگاہ کیا۔ کیا یہ حرکت ما انا علیہ واصحابی میں شمار ہو سکتی ہے۔ یاد رکھو۔ اللہ اور اللہ کے رسول کے خلاف جو کچھ بھی کرو گے۔ اور جو کوئی بھی کریگا دوزخ میں جائے گا۔

خلاف پیغمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

اسی طرح قوالی بھی ہوتی ہے۔ اور قوالی میں مرد، عورتیں سبھی جاتے ہیں۔ کیا حضور کے زمانہ میں قوالی کا وجود تھا۔ اور افسوس صد افسوس اگر ان کو حق بات سنائیے اور لغویات سے روکے۔ تو وہ ان کے نزدیک وہابی۔ حالانکہ میں آج تک نہیں سمجھ سکا۔ کہ یہ وہابی کیا بلا ہے۔ چنانچہ میں نے مدینہ طیبہ اور مکہ معظمہ کی ایک ایک دکان چھان ماری۔ کہ کہیں سے وہابی کی تاریخ مل جائے یا وہابی کی تاریخ کا پتہ ہی چل جائے۔ مگر کسی دوکاندار سے اس کا پتہ نہ چل سکا۔ حالانکہ حکومت سعودیہ ان کے نزدیک خود وہابی ہے۔ کیا ٹھیک ہے کہ وہابیوں کے ملک میں وہابیوں کی تاریخ نہ مل سکے

اللہ تعالےٰ سے پھر دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا سب کو ہدایت نصیب فرمائے ذکر الٰہی کی توفیق بکثرت نصیب ہو۔ ہر قسم کے کاموں میں اللہ پر بھروسہ کیجئے۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

پیغام خلیل

جناب مولانا احمد صاحب ایم اے فاضل دیوبند

وَمَنْ اَحْسَنُ دِیْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَّاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِیْمَ خَلِیْلًا

(سورۃ النساء ۱۲۶ پ ۵)

ترجمہ۔ دین کے لحاظ سے کون اس سے بہتر ہے جس نے اللہ کے لئے اپنا سر جھکا دیا اس حال میں کہ وہ نیکوکار ہو اور اخلاص کے ساتھ ابراہیم کے دین کا اتباع کیا اور اللہ نے ابراہیم کو دوست بنایا

حق و باطل کی جنگ

ابتدائے آفرینش سے کائنات میں حق و باطل۔ نور و ظلمت۔ ہدایت و ضلالت اور علم و جہل کی جنگ جاری ہے۔ چنانچہ ابوالبشر حضرت آدمؑ نے ابلیس کے شر کا مقابلہ کیا جس کا سلسلہ ان کی ذریت میں قیامت تک جاری ہے۔ اللہ کا آخری کلام قرآن، رحمان اور شیطان کی اس کشاکش کی داستان ہے اس لئے اس کے شروع ہی میں یہ دعا سکھائی گئی ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ

ترجمہ۔ یا اللہ ہم کو راہ راست پر چلا جو راہ ہے ان لوگوں کی جن کو تو نے انعام دیا اور ان لوگوں

باقی صفحہ ۱۰ پر

خطبۂ یوم الجمعۃ ۲۶ ذیقعد سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۲ر مئی سنہ ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی - دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْدُ:-

موجودہ زمانہ میں انسانوں کی دو قسمیں ہیں

> پہلی وہ قسم ہے جنہیں دنیا مقصود ہے آخرت میں فیل ہونے اور جہنم میں جانے کا انہیں کوئی ڈر نہیں۔
>
> دوسری قسم وہ ہے جنہیں آخرت کے امتحان میں فیل ہو جانے اور جہنم میں جانے کا ڈر ہے اس لئے فیل کرانے والے کاموں سے بچتے ہیں۔

پہلی قسم کے متعلق قرآن مجید سے شہادات

پہلی شہادت

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا وَمَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ (سورۃ البقرۃ رکوع ۲۵ پارہ ۲)

ترجمہ۔ بعض انسانوں میں سے وہ ہیں جو کہتے ہیں۔ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں دے۔ (یعنی دنیا میں ہماری حاجات پوری کر) اور ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

حاصل

یہ ہے۔ چونکہ یہ لوگ آخرت کی زندگی کے قائل ہی نہیں۔ اس لئے تمنا کرتے ہیں۔ کہ اے اللہ جو کچھ ہمیں دینا ہے۔ وہ دنیا میں دیدے جب یہ لوگ آخرت کی زندگی کے قائل ہی نہیں ہیں۔ تو اس لئے ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ اللھم لا تجعلنا منھم

دوسری شہادت

(وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ وُقِفُوْا عَلَی النَّارِ فَقَالُوْا یٰلَیْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰیٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا یُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ وَقَالُوْٓا اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ ۝) سورۃ الانعام رکوع ۳ پارہ ۷۔

ترجمہ۔ کاش کہ تم اس وقت کی حالت دیکھ سکتے۔ جب وہ دوزخ کے کنارے کھڑے کئے جائیں گے۔ اس وقت کہیں گے۔ کاش کوئی صورت ایسی ہو۔ کہ ہم واپس بھیجدئے جائیں۔ اور اپنے رب کی نشانیوں کو نہ جھٹلائیں۔ اور ایمان والوں میں ہو جائیں۔ بلکہ جس چیز کو اس سے پہلے چھپاتے تھے۔ وہ ظاہر ہو گئی۔ اور اگر یہ واپس بھیجدئے جائیں۔ تب بھی وہی کام کریں گے۔ جن سے انہیں منع کیا گیا تھا۔ اور یقیناً یہ جھوٹے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اس دنیا کی زندگی کے سوا ہمارے لئے اور کوئی زندگی نہیں۔ اور ہم اٹھائے نہیں جائیں گے۔

تیسری شہادت

(وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ یَوْمِ الْحِسَابِ ۝) (سورۃ ص رکوع ۲ پارہ ۲۳)

ترجمہ اور کہتے ہیں۔ اے رب ہمارے ہمارا حصہ ہمیں حساب کے دن سے پہلے ہی دیدے

چونکہ یہ لوگ

آخرت کے قائل ہی نہیں ہیں۔ اس لئے تو اپنا حصہ دنیا میں مانگتے ہیں۔

دوسری قسم وہ ہے

جنہیں آخرت کے امتحان میں فیل ہو جانے اور جہنم میں جانے کا ڈر ہے۔ اس لئے فیل کرانے والے کاموں سے بچتے ہیں۔

پہلا شاہد

(وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝) (سورۃ البقرۃ رکوع ۲۵ پارہ ۲)

ترجمہ اور بعض یہ کہتے ہیں۔ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں نیکی اور آخرت میں بھی نیکی دے۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جنہیں ان کی کمائی کا حصہ ملتا ہے۔ اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ ایک قسم مومنوں کی ایسی ہے۔ جو دنیا اور آخرت کی دونوں قسم کی بھلائیاں چاہتے ہیں اور یہی دعا اللہ تعالےٰ سے مانگتے ہیں۔ کہ اے اللہ ہمیں دنیا اور آخرت کی بھلائی عطا فرما۔ اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔

دوسرا شاہد

(وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝) (سورۃ الاعراف رکوع ۵ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اور جو ایمان لائے۔ اور نیکیاں کیں۔ ہم کسی پر بوجھ نہیں رکھتے۔ مگر اس کی طاقت کے موافق۔ وہی بہشتی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اور جو کچھ ان کے دلوں میں خفگی ہوگی۔ ہم اسے دور کر دیں گے ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ اور وہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے۔ جس نے ہمیں یہاں تک پہنچایا۔ اور راہ نہ پاتے۔ اگر اللہ (تعالیٰ) ہماری راہ نمائی نہ فرماتا۔ بے شک ہمارے رب کے رسول سچی بات لائے تھے۔ اور آواز آئیگی کہ یہ جنت ہے۔ تم اپنے اعمال کے بدلے میں اس کے وارث ہو گئے ہو۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ تم ایمان لائے۔ اور نیکیاں کیں۔ اسی لئے جنت کے وارث بنائے گئے ہو اور ان کے دلوں میں اگر ایک دوسرے کے خلاف دنیا میں کوئی ناراضگی ہوگی۔ تو اسے دور کر دیں گے

تیسرا شاہد

وَاَنْتَ وَلِیُّنَا فَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَ
اَنْتَ خَیْرُ الْغٰفِرِیْنَ ۝ وَاکْتُبْ لَنَا فِیْ هٰذِهِ
الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ
اِلَیْكَ قَالَ عَذَابِیْٓ اُصِیْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ
وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ
یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ
بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ
النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا
عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ
بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ
الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ
عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ
فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ
وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ
هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۹ پارہ ۹)

ترجمہ تو ہی ہمارا کارساز ہے۔ سو ہمیں بخشدے۔ اور ہم پر رحم کر۔ اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے۔ اور ہمارے لئے اس دنیا میں اور آخرت میں بھلائی لکھ۔ ہم نے تیری طرف رجوع کیا۔ فرمایا میں اپنا عذاب جسے چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور میری رحمت سب چیزوں سے وسیع ہے۔ پس وہ رحمت ان کے لئے لکھوں گا۔ جو ڈرتے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ لوگ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں۔ جو نبی امی ہے جسے اپنے ہاں توراۃ اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیکی کا حکم کرتا ہے۔ اور بُرے کام سے روکتا ہے۔ اور ان کے لئے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے۔ اور ان پر سے ان کے بوجھ اور قیدیں اتارتا ہے۔ جو ان پر تھیں۔ سو جو لوگ اس پر ایمان لائے۔ اور اس کی حمایت کی۔ اور اسے مدد دی۔ اور اس نور کے تابع ہوئے جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

چوتھا شاہد

(وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ اَفَلَا
تَعْقِلُوْنَ وَالَّذِیْنَ یُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا
الصَّلٰوةَ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِیْنَ ۝

(سورۃ الاعراف پارہ ۹ رکوع ۱۱)

اور آخرت کا گھر (اللہ تعالیٰ سے) ڈرنے والوں کے لئے اچھا ہے۔ کیا تم سمجھتے نہیں۔ اور جو لوگ کتاب کے پابند ہیں۔ اور نماز کی پابندی کرتے ہیں۔ بے شک ہم نیکی کرنے والوں کا ثواب ضائع نہیں کریں گے۔

مولٰنا محمد شفیع عمر الدین سانگھڑ

نماز (۲)

نماز باجماعت پڑھا کرو

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ
وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ ۝

البقرہ۔ آیت ۴۳۔ رکوع ۔ ۵

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔ اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو:۔

یعنی نماز باجماعت پڑھا کرو۔ پہلے کسی دین میں باجماعت نماز نہیں تھی۔ اور یہود کی نماز میں رکوع نہ تھا۔

خلاصہ آیت کا یہ ہوا۔ کہ صرف امور مذکورہ بالا نجات کے لئے تم کو کافی نہیں بلکہ تمام اصول میں نبی آخر الزماں ؐ کی پیروی کرو۔ نماز بھی ان کے طور پر پڑھو۔ جس میں جماعت بھی ہو۔ اور رکوع بھی"۔ (حضرت شیخ الہند محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ)

حدیث: عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَةً۔

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا۔ اکیلے نماز پڑھنے سے ثواب میں ستائیس درجے زیادہ ہے

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی فرض ہے۔ جو لوگ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں حاضر ہونے کا خیال نہیں کرتے۔ یا یوں کہئے اہتمام نہیں کرتے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کو غور سے پڑھیں:۔

حدیث: حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات پاک کی۔ جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ میں نے ارادہ کیا۔ کہ اول جلانے کے لئے لکڑیاں جمع کرنے کا امر کروں۔ جب لکڑیاں جمع ہو جائیں۔ تو پھر نماز کا حکم دوں، اور نماز کے لئے اذان دینے کا حکم دوں۔ پھر کس شخص کو مقرر کروں۔ کہ لوگوں کی امامت کرے۔ پھر میں ان لوگوں کی طرف جاؤں۔ جو جماعت میں شریک نہیں ہوتے۔ ان کے گھروں کو جلا دوں:۔ (بخاری شریف۔ کتاب الاذان)

حضرت اسود رضی اللہ عنہ کو جب کسی مسجد میں جماعت نہ ملتی۔ تو جماعت حاصل کرنے کے لئے دوسری مسجد میں چلے جاتے:۔ (بخاری شریف)

حضرت ام درداؓ فرماتی ہیں۔ کہ ایک روز حضرت ابو درداؓ میرے پاس تشریف لائے۔ اس وقت آپ کچھ غصہ میں تھے میں نے آپ کے غصہ کی وجہ دریافت کی تو فرمایا، خدا کی قسم دین محمدی میں سے سوا نماز باجماعت کے کچھ نہ رہا تھا، لیکن اب لوگ اس میں بھی سستی کرنے لگے ہیں۔ (بخاری شریف)

مسجد میں نماز باجماعت پڑھنے کے لئے آنے کا بڑا ثواب ہے:۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ایک شخص کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اس کا اپنے گھر یا بازار میں (دکان پر) پڑھنے سے پچیس درجے زیادہ (ثواب رکھتی) ہے۔ اور یہ اس لئے کہ جب کوئی (گھر سے) اچھی طرح وضو کر کے صرف نماز کے ارادہ سے مسجد کی طرف چلتا ہے۔ تو ہر ایک قدم جو وہ اٹھاتا ہے۔ اس پر اس کا ایک درجہ بڑھتا ہے۔ اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔ اور جب نماز پڑھ لیتا ہے۔ پھر جب تک اپنی نماز کی جگہ پر رہتا ہے۔ اور جب تک اس کا وضو نہیں ٹوٹتا۔ فرشتے اس پر سلام بھیجتے ہیں۔ اس کے لئے یہ دعا کرتے ہیں:۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْهِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ

ترجمہ یا اللہ اس پر رحمت نازل فرما یا اللہ اس پر رحم کر اور جب تک نماز کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے۔ تو اسے نماز کا ثواب ملتا رہتا ہے

حاصل یہ نکلا کہ

۱۔ جماعت والی نماز ثواب میں پچیس درجے

زیادہ ہے ؛

۲- گھر سے وضو کر کے خالص نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے ہر قدم جو مسجد کی طرف اٹھتا ہے - اس پر ایک درجہ بلند ہوتا ہے یعنی یہ عمل درجے (Grade) بڑھانے والا ہے ؛

۳- ہر قدم پر عاصی بندے کا ایک گناہ معاف ہوتا ہے - یہ کتنا بڑا انعام ہے

۴- جبتک مسجد میں رہتا ہے - نماز کا ثواب ملتا رہتا ہے - اس لئے جماعت کے واسطے جس قدر جلدی مسجد میں جائے گا - اسی قدر زیادہ ثواب ملے گا، کیونکہ نیک کام کا منتظر رہنا بھی نیکی ہے ؛

۵- جب تک مسجد میں رہتا ہے - اس کے لئے فرشتے دعائیں مانگتے رہتے ہیں - نزولِ رحمت کا یہ کتنا بڑا ذریعہ ہے -

ہمیں چاہیئے - کہ شوق اور محبت کے ساتھ مساجد میں آمد و رفت رکھیں - اور مذکورہ بالا انعامات کے مستحق بنیں ؛

حدیث: لَا صَلٰوۃَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِی الْمَسْجِدِ (ابن کثیر بحوالہ دارقطنی صہ ۲۹۳ جلد ثالث مطبوعہ مصر تفسیر النور م آیت ۳۷)

ترجمہ: مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد کے سوا نہیں ہوتی۔

یعنی مسجد کی حاضری اس کے لئے ضروری ہے - انہیں غور کرنا چاہیئے - جو کہ محلے کی مسجد میں اذان سنکر حاضر نہیں ہوتے ؛

نابینا کے لئے بھی نماز با جماعت کی حاضری معاف نہیں کی گئی ؛

حضرت ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا تھے - آپ کا گھر مسجد نبوی سے دور تھا - راستہ میں جھاڑیاں تھیں - کوئی لانے والا نہ تھا - سانپوں اور درندوں کا بھی خطرہ تھا'

آپ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی - کہ انہیں گھر میں نماز پڑھنے کی رخصت عطا فرمائی جائے آپؐ نے دریافت فرمایا - 'کیا تم اذان کی آواز سنتے ہو؟ اس کا جواب جب اثبات میں ملا - تو آپؐ نے فرمایا :-

'تجھ پر مسجد کی حاضری واجب ہے'.

اس حکم سے مسجد کی حاضری کی اہمیت بالکل عیاں ہے - ہمیں چاہیئے - کہ جھوٹ موٹ کے عذر بہانے ترک کر دیں - سستی کو چھوڑ دیں - اور پنجگانہ نماز با جماعت مسجد میں ادا کرتے رہیں ؛

حدیث شریف میں آیا ہے - کہ قیامت کے دن جب کوئی سایہ نہ ہوگا - تو اس دن اللہ تعالٰے سات قسم کے لوگوں کو اپنی (رحمت کے) سائے میں رکھے گا - ان سات قسم کے لوگوں میں ایک وہ ہے - جس کا دل مسجدوں میں لگا رہتا ہے - یعنی ایک نماز با جماعت ادا کر کے مسجد سے نکلتا ہے - تو دوسری نماز کا خیال رکھتا ہے - کہ کب وقت ہو تو مسجد میں جاؤں ؛

بیمار اگر مسجد میں جانے کے قابل ہو تو اسوۂ حسنہ سے یہ تعلیم ملتی ہے - وہ بھی مسجد میں حاضر ہو - آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں جب نماز کا وقت آیا - اور اذان ہوئی - تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امام مقرر فرمایا ؛

اس کے بعد جب آپؐ کو مرض میں کچھ افاقہ محسوس ہوا - تو آپؐ دو صحابہؓ کرام کے سہارے سے مسجد شریف میں تشریف لے آئے ؛　　(بخاری)

حضرت عبد اللہ مسعود رضؓ فرماتے ہیں - کہ ہم نے دیکھا ہے کہ نماز با جماعت سے پیچھے یا تو منافق رہتا تھا - جس کا نفاق ظاہر ہو یا بیمار - مگر وہ بیمار بھی مسجد میں آتا تھا - جو دو آدمیوں کے سہارے چل سکتا تھا - (مشکوٰۃ)

دیکھئے! حضرات صحابہ کرام اور ان کے متبعین کا طرز عمل تو یہ تھا - کہ شدید مرض بھی انہیں جماعت میں شرکت سے نہ روک سکتا تھا - اور ایک ہم ہیں - کہ خفیف سی بیماری جس میں دنیاوی کاروبار میں تو خلل نہیں آنے پاتا - مگر مسجد کی حاضری کو بہانہ بنایا جاتا ہے - یہ کتنی افسوسناک بات ہے - بلا قوی عذر مسجد کی حاضری ترک کرنا اسوۂ حسنہ سے انحراف کے مترادف ہے ؛

ایک صحابی رضؓ ساری رات عبادت کرتا رہا - صبح کی جماعت میں غلبہ نیند کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکا - تو اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا - کہ رات بھر عبادت کرنے سے صبح کی جماعت میں حاضر ہونا بہتر ہے ؛
(مشکوٰۃ شریف)

حاصل یہ نکلا - کہ یہ طریقہ اچھا نہیں - کہ آدمی رات بھر تو نفلی عبادت میں لگا رہے - اور ادھر فرض جماعت کا بھی تارک بن جائے ؛

ساری رات عبادت کا ثواب لینا ہو تو علاوہ دیگر نمازوں کے نماز فجر اور عشا با جماعت پڑھو - حدیث میں آیا ہے - کہ جس نے عشا کی نماز جماعت سے پڑھی گویا اس نے آدھی رات عبادت کی - اور جس نے صبح کی نماز با جماعت ادا کی - گویا اس نے ساری رات عبادت کی - (مشکوٰۃ شریف)

صبح و شام مسجد میں حاضری کا بہت بلند مرتبہ ہے -

حدیث: حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں - کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح و شام مسجد میں جاتا ہے - اللہ تعالٰے اس کے لئے جنت میں مہمانی تیار کرتا ہے - (بخاری)

نماز میں سستی کرنا منافق کا کام ہے

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَھُوَ خَادِعُھُمْ ج وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی لا یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلًا ط

(النساء - آیت ۱۴۲ - پ ۶)

ترجمہ: منافق اللہ کو فریب دیتے ہیں اور وہی ان کو فریب دے گا - اور جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں - تو سست بن کر کھڑے ہوتے ہیں - لوگوں کو دکھلاتے ہیں اور اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں - یہ منافقوں کی نماز کا ذکر ہے - جن کے قلوب کفر کی طرف مائل ہیں - ایمان کی نعمت سے محروم ہیں، صرف زبانی دعویٰ ایمان دار ہونے کا کرتے ہیں ؛

بھلا ان کی یہ دو رنگی چال (Policies) علام الغیوب سے کہاں پوشیدہ رہ سکتی ہے - اللہ کو کیا فریب دے سکتے ہیں - خود ہی فریب خوردہ ہیں' اور اپنے کئے کی سزا بھگتیں گے'

انہیں اپنے ظاہری ایمان کی نمائش کے لئے نماز تو پڑھنی پڑتی ہے، اسے یہ فرض جان کر ثواب حاصل کرنے کے لئے بالکل نہیں پڑھتے - ان کی نیتیں خراب ہیں - محض دکھلاوا مقصود ہے - اس لئے ان کی نماز میں وہ روح نہیں جو ایک مخلص مومن کی نماز میں ہوتی ہے بد دلی، سستی اور کاہلی ان کی نماز کا اہم جزو ہے ؛

باقی صفحہ ۱۲ پر

عشرہ ذی الحجہ

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالٰے کی عبادت کے لئے عشرہ ذی الحجہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں - ان میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے - (ترمذی - ابن ماجہ)

عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کا روزہ رکھنا ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کا کفارہ ہے - اور عید کی رات میں بیدار رہ کر عبادت کرنے کا بہت بڑا ثواب ہے

تکبیر تشریق

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ - عرفہ یعنی نویں تاریخ کی صبح سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد باآواز بلند ایک مرتبہ تکبیر پڑھنا واجب ہے فتوی اس پر ہے - کہ باجماعت نماز پڑھنے والے اور تنہا پڑھنے والے اس میں برابر ہیں - یہ تکبیر مرد اور عورت دونوں پر واجب ہے لیکن عورت زور سے نہ کہے - بلکہ آہستہ کہے (شامی)

(نماز عید) عیدالاضحٰی کے روز مندرجہ ذیل سنت ہیں - صبح سویرے اٹھنا - غسل کرنا - مسواک کرنا - پاک صاف اور عمدہ کپڑے پہننا - خوشبو لگانا - عید کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا عیدگاہ کو جاتے ہوئے تکبیر تشریق بلند آواز سے پڑھنا -

پہلی تکبیر - نیت

دو رکعت نماز عید قربان واجب مع چھ تکبیروں کے پیچھے اس امام کے اللہ اکبر

طریقہ نماز

پہلی تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لو - سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ آخر تک پڑھ کر کانوں تک ہاتھ اٹھاؤ - اور تکبیر کہہ کر ہاتھ چھوڑ دو پھر دوسری مرتبہ ہاتھ اُٹھا کر تکبیر کہو اور ہاتھ چھوڑ دو - تیسری مرتبہ پھر ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہو اور باندھ لو - امام کی قرأت سنو اور اُس کے ساتھ رکوع سجدہ کر کے کھڑے ہو جاؤ - کھڑے ہو کر پہلے امام کی قرأت سنو پھر تین تکبیریں ہاتھ اُٹھا کر اور چھوڑ کر کہو - اور چوتھی تکبیر بغیر ہاتھ اٹھائے کہہ کر رکوع میں چلے جاؤ - اور باقی نماز دوسری نمازوں کی طرح پوری کرو -

خطبہ

عید کا خطبہ پڑھنا سنت ہے - اور اُس کا سننا بھی ضروری ہے - خطبہ ہونے سے پہلے اپنی جگہ سے ہرگز نہ اُٹھو خواہ آواز آئے یا نہ آئے - خاموش بیٹھے رہو

قربانی

قربانی ایک اہم عبادت ہے - اور اسلام کے شعائر میں سے ہے - زمانہ جاہلیت میں قربانی بتوں کے نام پر کی جاتی تھی لیکن اسلام میں قربانی صرف اللہ کے نام پر جائز ہے - جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد دس سال مدینہ طیبہ میں قیام فرمایا - اور ہر سال برابر قربانی کرتے رہے - اور مسلمانوں کو اس کی تاکید فرماتے تھے - اس لئے قربانی ایک اہم واجب ہے -

قربانی کس پر واجب ہے

قربانی ہر ایک ایسے مسلمان عاقل بالغ - مقیم پر واجب ہوتی ہے - جس کی ملک میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا اتنی قیمت کا مال اصلی ضرورت سے زیادہ ہو یہ مال خواہ سونا چاندی یا ان کے زیورات ہوں یا مال تجارت ہو یا ضرورت سے زیادہ گھریلو سامان یا مسکونہ مکان سے زیادہ کوئی مکان وغیرہ ہو - (شامی) قربانی کے بارے میں اس مال پر سال گزرنا بھی شرط نہیں ہے - جو شخص شرعی مسافر ہو اس پر قربانی واجب نہیں

مسئلہ

جس شخص پر واجب نہ تھی - اگر اُس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خریدے تو اُس پر بھی قربانی واجب ہو گئی (شامی)

قربانی کے دن

ذوالحجہ کی دسویں گیارھویں اور بارھویں تاریخیں قربانی کے دن ہیں ان دنوں میں سے جس دن چاہے قربانی کر سکتا ہے - لیکن پہلے دن قربانی کرنا افضل ہے -

قربانی کا وقت

جن بستیوں اور شہروں میں نماز جمعہ اور نماز عید جائز ہے - نماز عید سے پہلے

مسائلِ

قربانی یعنی اگر کسی نے نماز سے پہلے قربانی کر دی - تو اُس کو دوبارہ قربانی کرنی چاہئے البتہ چھوٹے گاؤں والے جہاں جمعہ و عید کی نماز نہیں ہوتی دسویں تاریخ کی صبح صادق کے بعد قربانی کر سکتے ہیں - اگر کسی عذر کے وجہ سے نماز عید پہلے دن نہ ہو سکے تو نماز کا وقت گزر جانے کے بعد قربانی کرنا درست ہے - (درمختار) قربانی رات کو بھی جائز ہے مگر بہتر نہیں ہے (شامی)

قربانی کے بدلہ صدقہ

اگر قربانی کے دن گزر گئے اور ناواقفیت یا غفلت یا عذر کی بنا پر قربانی نہ کر سکا تو قربانی کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب

رضائے

احسن رضا ابن

سکونِ دل، کہیں اس کو کبھی حاصل نہیں ہوتا
عمل نا آشنا ہیں جو، اُنہیں سب کچھ ہی مشکل ہے
خدا شاہد، عمل کا مُدعا ہی کچھ نہیں رہتا
وہ جس کا ناخدا، خائف ہو امواج تلاطم سے
مسلماں اور مایوسی ارے توبہ ارے توبہ!
بھروسہ ہو خدا کی ذات پر جس مردِ مومن کا
جو حق پر جان دینے کیلئے تیار رہتے ہیں
زمانے کے خردمندوں کو ہم نے آزما دیکھا
وہ قومیں صفحۂ ہستی سے
جنہیں احساسِ حال اور

قربانی

ہے۔ لیکن قربانی کے دنوں میں قربانی کی بجائے صدقہ کرنے سے واجب ادا نہ ہوگا۔

قربانی کے جانور

بکرا۔ بکری۔ دُنبہ۔ بھیڑ ایک ہی شخص کی طرف سے اور گائے بیل بھینس بھینسا اور اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے قربان کئے جاسکتے ہیں۔

مسئلہ

قربانی کی درستی کے لئے ضروری ہے۔ کہ نیت ثواب اور ادائے واجب کی ہو۔ محض گوشت کھانے کی نیت کسی کی بھی نہ ہو۔

...داوندی

...سی رضا

قوانینِ خداوندی پہ جو عامِل نہیں ہوتا
جو کرنا جانتے ہوں اُن کو کچھ مشکل نہیں ہوتا
عمل میں جذبۂ صادق اگر شامل نہیں ہوتا
سفینہ وہ کبھی آسودۂ ساحل نہیں ہوتا
وہ مسلم ہی نہیں جس کا یقین کامل نہیں ہوتا
حوادث لاکھ آئیں وہ مگر بُزدل نہیں ہوتا
خدا شاہد اُنہیں اندیشۂ باطل نہیں ہوتا
کسی سے حل ہمارا عقدۂ مشکل نہیں ہوتا
...مٹ جاتی ہیں اے احسن
...فکرِ مستقبل نہیں ہوتا

مسئلہ

بکرا بکری ایک سال کا ہونا ضروری ہے دُنبہ اور بھیڑ اگر اتنا فربہ اور تیار ہو کہ دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو۔ تو وہ جائز ہے۔ اس سے کم عمر کے جانور قربانی کے لئے کافی نہیں

مسئلہ

اگر جانوروں کے بیچنے والا عمر پوری بتاتا ہے۔ اور ظاہری حالات سے اُس کا بیان جھوٹا معلوم نہیں ہوتا۔ تو اُس کا اعتبار کرنا جائز ہے۔

مسئلہ

جس جانور کے پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں اُس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ

جس جانور کا سینگ ٹوٹ گیا ہو۔ لیکن اُس کی جڑ جس سے دوبارہ سینگ نکل آیا کرتا ہے۔ باقی ہو تو اُس کی قربانی درست ہے۔ البتہ اگر سینگ جڑ سے اکھڑ گیا ہو۔ جس کا اثر دماغ پر پڑنا لازمی ہے۔ تو ایسے جانور کی قربانی درست نہیں۔

مسئلہ

خصی (بدھیا) بکرے کی قربانی بلاشبہ جائز ہے بلکہ افضل ہے۔ (شامی)

مسئلہ

اندھے کانے اور بالکل لنگڑے جانور کی قربانی درست نہیں ہے۔ معمولی لنگڑے پن کا جس میں جانور اس پاؤں کو چلنے میں استعمال کرتا ہو کوئی حرج نہیں ایسے دُبلے مریل جانور کی قربانی بھی درست نہیں جو اپنے پاؤں سے قربان گاہ تک نہ جاسکے۔ اور جس کی ہڈیوں کا روغن ختم ہو چکا ہو۔

مسئلہ

اُس جانور کی قربانی درست نہیں۔ جس کا کان یا دُم تہائی سے زیادہ کٹے ہوئے ہوں (شامی) اُس جانور کی قربانی بھی درست نہیں۔ جس کے پیدائشی کان نہ ہوں۔

مسئلہ

اُس جانور کی قربانی درست نہیں۔ جس کے دانت زیادہ گر چکے ہوں۔ اور کم باقی ہوں۔

مسئلہ

جانور صحیح سالم خریدا گیا ہو۔ پھر اُس میں عیب پیدا ہوگیا۔ تو اگر خریدنے والا مالدار صاحب نصاب ہے تو وہ دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے اور اگر غریب ہے تو وہ اُس عیب دار جانور کو قربان کردے (درمختار)

قربانی کا طریقہ

اپنی قربانی کو خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے۔ اگر خود ذبح کرنا نہ جانتا ہو۔ تو دوسرے سے ذبح کرا سکتا ہے۔ مگر ذبح کرتے وقت موجود رہنا بہتر ہے۔

مسئلہ

قربانی کی نیت صرف دل سے کرنا کافی ہے۔ البتہ چھری چلاتے وقت بِسْمِ اللهِ اَللهُ اَكْبَرُ کہنا ضروری ہے۔

سنت ہے کہ جب جانور کو ذبح کرنے کے لئے لٹائے تو یہ دعا پڑھے۔ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِيْبِكَ وَخَلِيْلِكَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

قربانی کا گوشت

(۱) جس جانور میں کئی حصہ دار ہوں۔ تو اُن کے درمیان اندازہ سے گوشت تقسیم نہ کیا جائے بلکہ ترازو سے تول کر تقسیم کیا جائے (۲) افضل یہ ہے کہ قربانی کا گوشت تین حصے کرکے ایک حصہ اپنے اہل وعیال کے لئے رکھے ایک حصہ احباب اور رشتہ داروں میں تقسیم کرے اور ایک حصہ فقراء ومساکین میں تقسیم کرے۔ جس شخص کے عیال زیادہ ہوں وہ تمام گوشت خود بھی رکھ سکتا ہے۔ (۳) قربانی کا گوشت فروخت کرنا حرام ہے (۴) ذبح کرنے والے کو ذبح کی اُجرت میں گوشت یا کھال دینا جائز نہیں مزدوری علیحدہ دینی چاہیے۔

قربانی کی کھال

(۱) قربانی کی کھال کو اپنے استعمال میں لانا ہے مشک یا مصلےٰ یا ڈول وغیرہ بنا لینا جائز ہے۔ لیکن فروخت کرنے کے بعد اُس کی قیمت اپنے خرچ میں لانا جائز نہیں۔ اُس کو صدقہ کرنا ہی واجب ہے

بقیہ نماز صفحہ ۹ سے آگے

حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ فجر و عشاء کی نمازیں منافقوں پر بار ہوتی ہیں۔ اور بار کیوں نہ ہو۔ جبکہ یہ ان کا مقصد حق تعالےٰ کو راضی کرنا نہیں محض دکھلاوا ہے۔ اس لئے ان دو وقتوں کا آرام چھوڑنا ان پر گراں گذرتا ہے۔ اور یہ دونوں نمازیں اندھیرے میں پڑھی جاتی ہیں۔ اس لئے ان کی غیر حاضری محسوس ہونے کا کم احتمال ہے۔

منافق کی یہ عبادت قابل قبول نہیں اور نہ ہی بار آور ہوگی

۲۔ وَمَا مَنَعَهُمْ أَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَاتُهُمْ إِلَّا أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَىٰ وَلَا يُنْفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كَارِهُونَ ۝

(التوبۃ آیت ۵۴-۶-۷)

ترجمہ: اور ان کے خرچ کے قبول ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں ہوئی۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے اللہ ... ... اور اس کے رسول سے کفر کیا ... اور نماز ... سستے ہو کر آتے ہیں۔ اور ناخوش ہو کر خرچ کرتے ہیں — !

منافقوں کی خیرات بھی مقبول نہیں۔ اور نہ ہی نماز۔ کیونکہ یہ دونوں کام منافقانہ روش چھپانے کے لئے کرتے ہیں، اور بڑے تنگ دل ہو کر کرتے ہیں۔ قبولیت کے لئے تو ایمان اور تقویٰ شرط ہیں۔ یہ ان دونوں نعمتوں سے تہی دست ہیں۔

عبادت خالص اللہ کے لئے ہی کرو

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ لَا شَرِيكَ لَهُ ۖ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ

(الانعام آیت ۱۶۳-۶-۲۰)

ترجمہ:- کہہ دو بیشک میری نماز اور میری قربانی، اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے۔ جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا۔ اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں۔

۲۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝

(الکوثر) آیت ۱۲

ترجمہ: پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھیئے اور قربانی دیجئے۔

حدیث: إِنَّ اللَّهَ تَعَالَىٰ لَا يَنْظُرُ إِلَىٰ أَجْسَامِكُمْ وَلَا إِلَىٰ صُوَرِكُمْ وَلَٰكِنْ يَنْظُرُ إِلَىٰ قُلُوبِكُمْ (ریاض الصالحین بحوالہ مسلم)

ترجمہ:- اللہ نہ تمہارے جسموں اور نہ صورتوں کو دیکھتا ہے۔ بلکہ وہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔ یعنی نیت صحیح ہوگی۔ اخلاص کے جذبے سے دل لبریز ہوگا۔ اور عبادات قبول ہوں گی۔

۳۔ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ ۚ وَذَٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ۝ (البینۃ آیت ۵)

ترجمہ: اور انہیں صرف یہی حکم دیا گیا تھا، کہ اللہ کی عبادت کریں۔ اور ایک رخ ہو کر خالص اسی کی اطاعت کی نیت سے اور نماز قائم کریں، اور زکوٰۃ دیں اور یہی محکم دین ہے۔

۴۔ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝

(الروم آیت ۳۲-۶-۴)

ترجمہ:- اور اسی کی طرف رجوع کئے رہو اور اس سے ڈرو۔ اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔

"یعنی اصل دین پکڑے رہو۔ اس کی طرف رجوع ہو کر۔ اگر محض دنیوی مصلحت کے واسطے یہ کام کئے تو دین درست نہ ہوگا۔ آگے دین فطرت کے چند اہم اصول کی طرف توجہ دلائی۔ مثلاً اتقا (خدا سے ڈرتے رہنا) نماز قائم رکھنا شرک جلی و خفی سے بیزار اور مشرکین سے علیحدہ رہنا اور اپنے دین میں پھوٹ نہ ڈالنا"۔

حضرت شیخ الاسلام مولٰنا عثمانی (ر)

حدیث: إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكَ الصَّلَاةِ

(ریاض الصالحین بحوالہ مسلم)

ترجمہ: بندے کے درمیان اور شرک اور کفر کے درمیان نماز کا چھوڑنا ہے۔ یعنی بندہ جب تک نماز نہیں چھوڑتا اور پڑھتا رہتا ہے۔ تو کفر و شرک اور اس کے درمیان نمایاں فرق رہتا ہے، کیونکہ کافر و مشرک نماز نہیں پڑھتے ہمیں چاہیئے۔ کہ تارک نماز بن کر کافرانہ اور مشرکانہ رویہ اختیار نہ کریں

حدیث: قَالَ الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ (ریاض الصالحین بحوالہ ترمذی)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اسلام کا عہد جو ہم مسلمانوں اور کافروں میں فرق کرتا ہے۔ وہ نماز ہے پس جس نے نماز کو چھوڑ دیا (گویا) اس نے کفر کیا۔

مسلم اور غیر مسلم کی تمیز یہی ہے۔ کہ مسلم عبادت گذار ہے۔ نماز پڑھتا رہتا ہے، اور کافر عبادت اور نماز نہیں پڑھتا جب مسلمان نماز پڑھنا چھوڑ دے۔ تو اب وہ خود فیصلہ کرے۔ کہ اب اس میں اور کافر میں کون سا امتیازی نشان اور حدِ فاصل قائم رہی۔

نماز سے غافل انسان

جو انسان غیر ضروری چیزوں کے پیچھے لگا رہا اور ضروری چیزوں (ایمان اور عمل) سے غافل رہا۔ جب اس کا سانس گلے میں رک جائے گا۔ اور اسے یقین ہو جائے گا۔ کہ اب مرنے کا وقت آ پہنچا تب اسے پتہ چلے گا۔ کہ

فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلَّىٰ

(القیمہ: آیت ۳۱)

ترجمہ: پھر نہ تو اس نے تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی۔

کافر جو ایمان نہ لایا۔ نماز نہ پڑھی اور دوسرے نیک اعمال نہ کئے۔ اس کے لئے ہلاکت ہے۔

ہمیں چاہیئے۔ کہ عبرت حاصل کریں۔ اور عبادت سے غافل نہ رہیں۔

خود نماز پڑھو اور اپنے اہل و عیال کو بھی نمازی بناؤ

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا ۖ نَحْنُ نَرْزُقُكَ

(طٰہٰ۔ آیت ۱۳۲-۶-۸)

ترجمہ: اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کر اور خود بھی اس پر قائم رہ۔ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے۔ ہم تجھے روزی دیتے ہیں اور پرہیزگاری کا انجام اچھا ہے۔

"یعنی اپنے متعلقین اور اتباع کو بھی نماز کی تاکید فرماتے رہیئے، حدیث میں آپؐ نے فرمایا۔ کہ بچہ جب سات برس کا ہو جائے، تو (عادت ڈالنے کے لئے) نماز پڑھواؤ اور جب دس برس کا ہو۔ تو مار کر پڑھاؤ"۔ (حضرت مولانا عثمانی (ر)

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (الاحزاب آیت ۳۲)

ترجمہ: اور اپنے گھروں میں بیٹھی رہو۔ اور گزشتہ زمانۂ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار نہ دکھاتی پھرو۔ اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرو"۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام مولانا عثمانیؒ

"یعنی اسلام سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں عورتیں بے پردہ پھرتی اور اپنے بدن اور لباس کی زیبائش کا علانیہ مظاہرہ کرتی تھیں۔ اس بد اخلاقی اور بے حیائی کی روش کو مقدس اسلام کب برداشت کر سکتا ہے۔ اس نے عورتوں کو حکم دیا۔ کہ گھروں میں ٹھیریں اور زمانۂ جاہلیت کی طرح باہر نکل کر حسن و جمال کی نمائش نہ کرتی پھریں۔ اُمّہات المومنین کا فرض اس معاملہ میں بھی اوروں سے زیادہ مؤکد ہوگا، جیسا کہ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ کے تحت میں گزر چکا۔ باقی کسی شرعی یا طبعی ضرورت کی بناء پر بادول زیب و زینت کے متبذل اور ناقابلِ اعتنا۔ لباس میں مستتر ہو کر احیاناً باہر نکلنا بشرطیکہ ماحول کے اعتبار سے فتنہ کا مظنّہ نہ ہو۔ بلاشبہ اس کی اجازت نصوص سے نکلتی ہے۔ اور خاص ازواج مطہرات کے حق میں بھی اس کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔ . . . .

. . . .

. . . . بلکہ متعدد واقعات سے اس طرح نکلنے کا ثبوت ملتا ہے۔ لیکن شارع کے ارشادات سے بر بداہتہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ پسند اسی کو کرتے ہیں۔ کہ ایک مسلمان عورت بہر حال اپنے گھر کی زینت بنے۔ اور باہر نکل کر شیطان کو تاک جھانک کا موقع نہ دے" اس کی تفصیل ہمارے رسالہ "حجاب شرعی" میں ہے۔ رہا ستر کا مضمون کہ عورت کے لئے کن اعضا کو کن مردوں کے سامنے کھلا رکھنا جائز ہے، اس کا بیان سورۃ نور میں گذر چکا ہے ۔

۲۲

(تنبیہ) جو احکام ان آیات میں بیان کئے گئے۔ تمام عورتوں کے لئے ہیں۔ ازواج مطہرات کے حق میں چونکہ ان کا تاکد و اہتمام زائد تھا۔ اس لئے لفظوں میں خصوصیت کے ساتھ مخاطب ان کو بنایا گیا۔ میرے نزدیک یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْکُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ سے لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ تک ان احکام کی تمہید تھی۔ تمہید میں دو شقیں ذکر تھیں۔ ایک بے حیائی کی بات کا ارتکاب اس کی روک تھام فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ سے تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی تک کی گئی۔ دوسری اللہ و رسول کی اطاعت و عمل صالح آگے اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ سے اَجْرًا عَظِیْمًا تک اس کا سلسلہ چلا گیا ہے۔ خلاصہ یہ ہوا۔ کہ برائی کے مواقع سے بچنا اور نیکی کی طرف سبقت کرنا سب کے لئے ضروری ہے۔ مگر ازواج مطہرات کے لئے سب عورتوں سے زیادہ ضروری ہے۔ ان کی ہر ایک بھلائی برائی وزن میں دگنی قرار دی گئی . . . . .

اقبال اور عشق رسول ﷺ

۲۲ اپریل سنہ ۱۹۶۱ء کو ایچیسن کالج لاہور میں "یوم اقبال" کی تقریب میں اس کالج کے ہونہار طالب علم حافظ محمد ناصر الدین سلمہٗ نے اقبال اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر یہ دلکش اور ایمان افروز تقریر ایک بہت بڑے مجمع میں کی تھی۔

اس کی معنویت اور افادیت کے پیش نظر مناسب سمجھا گیا کہ اسے موقر رسالہ "خدام الدین" میں شائع کیا جائے۔ تا کہ دیگر عاشقان رسول اللہ صَلَّی اللہُ علیہ وسلم بھی ان پاکیزہ جذبات سے مستفیض ہوسکیں۔

کالج میں جو دینی فضا پیدا ہوئی ہے جس کا مظاہرہ اس طالب علم نے کیا۔ یہ تمام تر بفضل خدا کالج کے پرنسپل صاحب سید ذوالفقار علی شاہ صاحب کی اسلام دوستی کا نتیجہ ہے اللہ تعالیٰ ان کو دین کی مزید خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(پروفیسر سلیم چشتی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَکَفٰی وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْدُ۔ رب اشرح لی صدری و یسر لی امری واحلل عقدۃً من لسانی یفقھو قولی ٥

صدر محترم و معزز خواتین و حضرات۔

اب یہ عاجز آپ کی خدمت میں علامہؒ کے ایک شعر کے بارے میں اپنی فہم کوتاہ کے مطابق کچھ عرض کرے گا وہ شعر یہ ہے۔

جب عشق سکھاتا ہے آداب خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرار شہنشاہی

جب بھی یہ شعر پڑھتا ہوں۔ تو دل و دماغ میں ایک ہیجان سا پیدا ہو جاتا ہے عہد نبوی اور دیگر اہل اللہ کے واقعات ان آنکھوں کے سامنے پھرنے لگتے ہیں۔ اور اقبالؒ کی عظمت دل ہی دل میں بڑھتی جاتی ہے۔ کہ الفاظ کے کتنے حسین پیرائے میں عشق خدا اور عشق رسولؐ کی کیفیت بیان کر دی ہے فرماتے ہیں۔ کہ جب عشق حقیقی انسان کو اُس کے اصل مقام سے آگاہ کر دیتا ہے۔ تو وہ اس سے پہلے خواہ کتنا ہی پستی میں گرا ہوا کیوں نہ ہو حسب کے لحاظ سے پیسے اور پوزیشن کے لحاظ سے اُس میں جہانگیر و جہاں دار، جہاں بان و جہاں آرا بننے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جب اُس پر یہ حقیقت منکشف ہو جاتی ہے کہ میں تو اللہ کا بندہ ہوں، اُسی کے لئے ہوں۔ اُس نے مجھے اشرف المخلوقات بنایا ہے میں زمین پر اس کا نائب ہوں۔ اور اُس کی زمین پر مجھے اُسی کے قوانین جاری کرنے ہیں۔ میں حامل خلق عظیم ہوں۔ اور خیر الامم میں سے ہوں تو پھر دنیائے دوں کی زیبائش و آرائش اس کی آنکھوں میں جچتی نہیں۔ وہ ایک

ہی دھن میں لگ جاتا ہے۔ اُس کا مقصود صرف ذاتِ الٰہی ہوتا ہے۔ اور اُس کے اصول میں سرگرداں رہتا ہے۔ دنیا اُسے پتلیوں کا تماشا نظر آتا ہے کہ اُس کو چلانے والی ذات وہ ہے۔ جس کو وہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ الغرض وہ ماسوا اللہ کی قید سے آزاد ہوکر کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کے ذریعہ سے اپنی تشنگی بجھانے کے درپے ہوتا ہے۔

حضرات! اس شعر میں لفظ "عشق" تشریح طلب ہے۔ بہت سے لوگ ذاتِ خداوندی سے معاشقے کی صورت کو نہیں سمجھ سکتے۔ تو میں عرض کئے دیتا ہوں۔ کہ عشق بمعنی ایمان کامل کے ہے۔ یہ ایسے کہ خدا کی ذات سراپا حسن ہے۔ اُس نے اپنے نبی کی ذات کو بھی سراپا حسن بنایا ہے۔ نبی کی صورت نبی کی سیرت، نبی کی رفتار، نبی کی گفتار، نبی کا کردار، اُس کی نشست وبرخاست، اُس کے اخلاق وعادات تمام کے تمام حُسن سے پُر ہیں۔ اسی لئے فرمایا۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" یعنی رسول اللہؐ کی ذات میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہیں" اب اسی [illegible] کو دنیا کی ہر چیز حتی کہ اپنے اپنی اولاد، اپنے مال اور خود اپنی جان سے محبوب تر رکھنے کا نام ایمان ہے۔ اب یاد رہے۔ کہ عشق بھی اپنے محبوب سے والہانہ محبت کا نام ہے۔ جس طرح عشق مجازی میں انسان اپنی عقل کی باگیں اپنے محبوب کے ہاتھ دے دیتا ہے۔ عین اسی طرح مومن بھی اپنی خواہشات کو رضائے الٰہی پر قربان کردیتا ہے اسی مناسبت سے اہل اللہ ایمان کے لئے عشق کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ تاکہ عام فہم ہو جائے۔ لیکن ان دونوں قسم کے عاشقوں کے انجام میں نمایاں فرق ہے۔ پہلی قسم کے عشق کے لئے کہا جاتا ہے ؎

کہتے ہیں عشق جس کو خلل ہے دماغ کا

لیکن عاشقین حق کے لئے تو کسی نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

حاضرینِ کرام! غور کا مقام ہے۔ کہ ہم کہاں تک اپنے دعویٰ ایمان میں حق بجانب ہیں۔ کہاں تک رسولؐ کا اتباع ہو رہا ہے۔ دوستو اور بزرگو! معلوم رہے ایمان ممکن نہیں جب تک محمد رسول اللہؐ کا ہر فعل دل و جان سے پسند نہیں کیونکہ محبوب محبوب نہیں ہو [illegible] تک محبوب کی ہر ادا محبوب نہ ہو۔ جب محبوب محبوب نہیں تو مقصود مفقود ہے۔ جب مقصود مفقود ہے تو زندگی بے سود اور بے بہبود ہے۔

خیر! میں بہت دور نکل گیا۔ بات یہ ہو رہی تھی کہ جب عشقِ الٰہی انسان کے دل میں گھر کر لیتا ہے۔ تو خواہ وہ بوریا نشین اور نان شعیر پر ہی اکتفا کرنے والا کیوں نہ ہو۔ اُس کا مرتبہ اس کی بدولت اس قدر بلند ہو جاتا ہے۔ کہ اُس کی جوتیوں کی خاک سے وہ بیش بہا موتی ملتے ہیں۔ جو تاجدارانِ عالم کے مرصع تاجوں میں بھی نہیں ہوتے۔ آئیے اس حقیقت کو ذرا تاریخ کے آئینے میں منکشف ہوتا دیکھ لیں۔

عہد فاروقیؓ ہے۔ قیصر وکسریٰ کی بنیادیں تکبیر کے نعروں سے متزلزل ہیں۔ قادسیہ کا فیصلہ کُن معرکہ سر ہو چکا ہے۔ ہر طرف امن ہے۔ دولت کی فراوانی ہے۔ امیرالمومنینؓ صحابۂ کبارؓ کے ایک گروہ کے ساتھ ایک مقام سے گزرتے وقت ٹھہر جاتے ہیں۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آتے ہیں۔ صحابہؓ پوچھتے ہیں کہ یہ رونے کا کون سا مقام ہے۔ امیرالمومنین! فرمایا ایک بات یاد آگئی، کیا بات؟ فرمایا یہ وہ مقام ہے۔ کہ جہاں بچپن میں میں باپ کے اونٹ چرایا کرتا تھا۔ اور جب اونٹ چراتے چراتے تھک جاتا اور کہیں سستانے لگتا تو میرا باپ مجھے اس حال میں دیکھ پاتا تو خوب پیٹتا اور کہتا کہ اے نادان تجھے اونٹ چرانے بھی نہیں آتے؟ یہ وہ وقت تھا۔ کہ جب دنیا میں مجھ سے حقیر تر کوئی نہیں تھا۔ لیکن جب میں نے آمنہ کے لال کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ اور میرا دل نورِ ایمان سے منور ہوا۔ تو میری زندگی میں ایک انقلاب پیدا ہوگیا۔ یہاں تک کہ آج الحمد للہ روئے زمین پر مجھ سے بڑھ کر کوئی ماں کا جایا کسی عہدے پر فائز نہیں۔ سبحان اللہ! یہ ہے عشق کا وہ مقام کہ جہاں علامہؒ دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ وہ عشق نہیں جس میں مبتلا ہو کر غالب بے بس ہو کر یہ کہتے ہیں ؎

عشق نے غالب نکما کر دیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

نہیں نہیں! اس عشق کی نوعیت ہی کچھ اور ہے۔ اس میں آکر تو خطاب کا وہ بچہ جو کل تک اُونٹ چرانے کے بھی قابل نہیں۔ آج فاروق اعظم بن کر دنیا کو راہ راست پر لا رہا ہے ؎

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی

خدا ہمیں بھی اس عشق کی خوشبو ہی سنگھا دے۔ آمین۔ بات صرف اتنی ہے ؎

اپنے رازق کو نہ پہچانے تو محتاجِ ملوک
اور پہچانے تو ہیں تیرے گدا دارا و جم

حضرات! اگر تاریخ سے اس قسم کے واقعات بیان کرنے لگوں۔ تو راتیں گزر جائیں اور وقت اس کی اجازت نہیں دیتا۔ میرے خیال میں ہم علامہ مرحوم" کے اسی ایک شعر کو اپنے دلوں میں جگہ دیں اور عشق کے اس مقام کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اور جب یہ مقام سمجھ میں آجائے۔ تو اس کو یقینی عمل کے ذریعہ سے حاصل کرلیں۔ تو ہمارے دونوں جہان سنوارنے کے لئے کافی ہے۔ اس سے ہمارے دل پر غلامی کے جو دھبے پڑے ہوئے ہیں وہ دُھل جائیں۔ اور یہ دل کی آزادی بڑی اہم چیز ہے۔ اس کے آزاد ہوجانے سے۔ ہمارا ظاہر و باطن سب آزاد ہوجائیگا۔ ہمارے ذہن، ہمارے اجسام، ہمارا لباس، ہماری نشست و برخاست، ہماری شکل وصورت سب آزاد ہوجائے۔ سچ فرمایا علامہ نے ؎

دل کی آزادی شہنشاہی شکم سامان موت
فیصلہ تیرا تیرے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم

اب آخر میں خود علامہؒ ہی کے الفاظ میں خدائے غفور رحیم سے دعا کرتا ہوں۔ کہ

عطا اسلاف کا سوزِ دروں کر
شریک زمرۂ لایحزنوں کر
خرد کی گتھیاں سلجھا چکا ہیں
مرے مولا مجھے صاحب جنوں کر۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

منشی سلطان احمد صاحب کی انجمن

خدام الدین لاہور سے علیحدگی

منشی سلطان احمد صاحب خرابی صحت کی بنا پر انجمن خدام الدین کی ملازمت سے مستعفی ہوکر سبکدوش ہوگئے ہیں۔ آپ کے ساتھ آپ کے صاحب زادہ منشی گلزار احمد صاحب نے بھی انجمن خدام الدین سے علیحدگی اختیار کرلی ہے۔ ان ہر دو حضرات کا اب انجمن کے کام سے تعلق نہیں ہے۔ اس لئے انجمن کی جملہ خط وکتابت محرر دفتر انجمن خدام الدین لاہور سے کی جائے

مینجر ہفت روزہ خدام الدین لاہور

پیغام خلیل صفحہ ۶ سے آگے

کی راہ نہیں ہے۔ جن پر غضب کیا گیا۔ اور جو بھٹک گئے۔

باقی تمام قرآن اسی دعا کا جواب ہے اس روحانی جد و جہد میں سنت اللہ یہ ہے۔ کہ جب باطل کی تاریکی چھا جاتی ہے۔ تو اللہ تعالےٰ حق کا نور پھیلا کر اس تاریکی کو دُور کر دیتا ہے۔

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۝

ترجمہ۔ وہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھانے کا قصد کرتے ہیں اور اللہ اپنے نور کو کامل کرے گا اگرچہ کفار ناپسند کریں۔ وہ (اللہ) وہ ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور حق کے دین کے ساتھ بھیجا تا کہ اسے ہر دین پر غالب کرے اگرچہ مشرک ناپسند کریں

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل ع ۹ پ۱۵)

ترجمہ۔ حق آگیا اور باطل غائب ہوگیا۔ بے شک باطل غائب ہونے والی چیز

حضرت خلیل اللہ کی بعثت

چنانچہ میرے حالات اسی عادت الٰہیہ کا عملی ثبوت ہیں۔ اب سے چار ہزار سال پہلے جب بابل پر باطل نے قبضہ کر لیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے اسی خاک سے مجھے مبعوث کر کے طاغوتی پردوں کو چاک اور ملک کو شرک کی نجاست سے پاک کر دیا۔

میری قوم کفر۔ شرک۔ توہم اور فسق و فجور میں مبتلا تھی۔ بت پرستی اور کواکب پرستی اس کی محبوب ترین عبادت تھی۔ وہ اپنی حیثیت کو نظر انداز کر کے روحانی اور اخلاقی اعتبار سے اسفل سافلین بن گئی تھی۔ مسجودِ ملائک انسان مجسم کفر و عصیان بن کر اور عزت نفس کو قربان کر کے اپنے دین و ایمان کے گراں بہا موتیوں کو خود ساختہ مورتیوں پر نچھاور کر رہا تھا اور صراط مستقیم سے منحرف ہونے کی وجہ سے انعام الٰہی سے محروم ہو کر کالانعام (جانوروں کی طرح) ہو گیا تھا۔ میں نے جب ہوش سنبھالا تو اپنے گرد اعلیٰ تمدن کے باوجود جہالت و ضلالت کے بدترین نمونے دیکھے۔ جن سروں کو قدرت نے فضیلت اور اشرفیت کے تاج سے عزت بخشی تھی۔ وہ اپنے حقیقی معبود کی بجائے بتوں کے سامنے جھک کر ذلیل ہو رہے تھے۔ میرا گھر خود ایک بت خانہ بلکہ بتوں کا کارخانہ تھا کیونکہ میرا باپ بت ساز تھا۔ غرض تمام فضا مشرکانہ صداؤں سے گونج رہی تھی اور مخلوق اپنے خالق سے باغی ہو گئی تھی۔ انسان کے عام رجحان کے کے مطابق مجھے انہی عقائد و اعمال کا پابند ہونا چاہئے تھا جو اس ماحول میں رائج تھے لیکن اللہ تعالےٰ نے میرے ذریعہ سے شرک کی بیخ کنی اور توحید کی تخم ریزی مقدر کر دی تھی۔ اس لئے میں نے ان مکروہ مناظر کا اثر قبول نہ کیا اور شرک کی آغوش میں پرورش پا کر بھی توحید کا علَم بلند کیا۔

میری قوم ستیارہ پرست اور علم نجوم کی معتقد تھی۔ اور کائنات کے حالات کو سیاروں کی گردش پر موقوف سمجھتی تھی لہٰذا میں نے اس کی اصلاح کے لئے اس کی فکری استعداد کو ملحوظ رکھ کر سب سے پہلے سیاروں کی طرف توجہ کی اور مناظرہ [illegible] سورج کو یکے بعد دیگرے رب فرض کر لیا۔ اور پھر لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ (میں چھپنے والوں سے محبت نہیں کرتا) کہہ کر ان کا عجز ثابت کر دیا اور

إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ (سورۃ انعام ع ۹ پ۷)

ترجمہ۔ تم جس چیز کو خدا کا شریک قرار دیتے ہو میں اس سے بیزار ہوں میں اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اس حال میں کہ میں حنیف ہوں۔ اور میں مشرکوں میں نہیں ہوں۔

کا ڈنکا بجا کر توحید کا اعلان کر دیا۔

تبلیغ

میں نے دعوت و تبلیغ کی ابتدا اپنے گھر سے کی اور اپنے باپ کی قرابت اور محبت و عظمت کو بھی اس راہ میں حائل نہیں ہونے دیا۔ اور اس سے پوچھا۔

أَتَتَّخِذُ أَصْنَامًا آلِهَةً إِنِّي أَرَاكَ وَقَوْمَكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (سورۃ الانعام رکوع ۹ پ۷)

ترجمہ۔ کیا تم بتوں کو معبود بناتے ہو بے شک میں تم کو اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں۔

يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنكَ شَيْئًا ۝ يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝ يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ عَصِيًّا ۝ يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا ۝

(سورہ مریم ع ۳ پ۱۶)

ترجمہ۔ اے باپ (تو) ایسی چیز کی عبادت کیوں کرتے ہو جو نہ سنتی ہے۔ اور نہ دیکھتی ہے۔ اور نہ تم کو کچھ فائدہ پہونچاتی ہے۔ اے باپ بے شک مجھ کو وہ علم حاصل ہوا ہے جو تم کو حاصل نہیں ہوا پس میرا اتباع کرو۔ میں تم کو سیدھے راستے کی طرف ہدایت کروں گا۔ اے باپ شیطان کی عبادت نہ کرو۔ بے شک شیطان رحمان کا نافرمان ہے اے باپ میں ڈرتا ہوں کہ تم پر اللہ کا عذاب نازل [illegible] ہو۔ اور تم شیطان [illegible] بن [illegible]

اس نے میری نصیحت نہ مانی۔ اور مجھے دھمکی دی۔

أَرَاغِبٌ أَنتَ عَنْ آلِهَتِي يَا إِبْرَاهِيمُ لَئِن لَّمْ تَنتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا (سورہ مریم ع ۳ پ۱۶)

ترجمہ۔ اے ابراہیم۔ کیا تو ہمارے معبودوں سے روگرداں ہے؟ اگر تو باز نہ آیا تو میں ضرور تجھے رجم کر دوں گا اور تو مجھے کچھ مدت کے لئے چھوڑ دے۔

چونکہ یہ کام میرا نہیں اللہ کا تھا اور خلوص پر مبنی تھا۔ اس لئے میں نہ اس کی دھمکی سے ڈرا نہ اس کا دشمن بنا۔ بلکہ خیر خواہی سے یہ جواب دیا۔

سَلَامٌ عَلَيْكَ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا ۝ وَأَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ وَأَدْعُو رَبِّي عَسَىٰ أَلَّا أَكُونَ بِدُعَاءِ رَبِّي شَقِيًّا

ترجمہ۔ سلامتی ہو تم پر۔ میں اپنے رب سے تمہارے لئے مغفرت کی دعا کروں گا۔ بے شک وہ مجھ پر مہربان ہے اور میں تم سے اور اس چیز سے جسے تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو علیحدہ ہوتا ہوں اور میں اپنے رب سے دعا

... ہوا ... ہے کہ میں اپنے ... ے ... کرکے نا ... نہیں رہونگا

لاستغفرن لک ... اَملِکُ لَکَ مِنَ اللّٰہِ مِن شَیْءٍ ... علیک توکلنا وَاِلَیکَ اَنَبْنا وَاِلَیکَ المَصِیرُ

(سورۃ الممتحنہ ع پ)

ترجمہ۔ ... تمہارے لئے ضرور مغفرت کی دعا کروں گا۔ اور میں اللہ کے مقابلے میں تمہارے لئے کچھ نہیں کرسکتا۔ اے ہمارے رب ہم نے تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری طرف رجوع کیا اور تیری ہی طرف ہم کو لوٹنا ہے

جب اس نے میرا پیغام قبول نہ کیا اور شرک سے توبہ نہ کی تو میں نے اس سے قطع تعلق کرلیا۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ۔

(سورۃ البقرۃ ع ۲۰ پ)

ترجمہ۔ اور جو لوگ ایمان لائے۔ وہ سب سے زیادہ اللہ سے محبت کرتے ہیں ... ہر ... پر غالب ہونی چاہئے۔

فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَہٗ اَنَّہٗ عَدُوٌّ لِّلّٰہِ تَبَرَّأَ مِنْہُ (سورۃ التوبۃ ع ۱۴ پ)

ترجمہ۔ جب اس (ابراہیم) پر یہ واضح ہوگیا کہ وہ (اس کا باپ) اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بیزار ہوگیا۔

پھر میں نے اپنی قوم کو مخاطب کیا کہ تمہاری حالت پر افسوس ہے اللہ تعالیٰ نے تم کو اشرف المخلوقات اور مسجود ملائک بنا کر خلافت اس لئے عطا کی تھی۔ کہ تم دنیا میں قانون الٰہی کو نافذ کرو اور اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ لیکن تم اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد کو توڑ کر فطرت سے جنگ کر رہے ہو۔

مَاذَا تَعْبُدُوْنَ۝ اَئِفْکًا اٰلِھَۃً دُوْنَ اللّٰہِ تُرِیْدُوْنَ فَمَا ظَنُّکُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ (سورۃ الصّٰفّٰت ع ۳ پ)

ترجمہ۔ تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو؟ کیا تم جھوٹ یعنی اللہ کے سوا معبود چاہتے ہو؟ پس جہانوں کے پروردگار کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے؟ کیا تم اپنی تراشی ہوئی کی عبادت کرتے ہو حالانکہ اللہ نے تم کو اور جو کچھ تم بناتے ہو اسے پیدا کیا۔

مَا ھٰذِہِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْٓ اَنْتُمْ لَھَا عٰکِفُوْنَ ۝ (سورۃ الانبیاء ع ۵ پ)

ترجمہ۔ وہ مجسمے کیا ہیں جن کے لئے تم جمے بیٹھے ہو؟

ھَلْ یَسْمَعُوْنَکُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ اَوْ یَنْفَعُوْنَکُمْ اَوْ یَضُرُّوْنَ (سورۃ الشعراء ع پ)

ترجمہ۔ کیا جب تم پکارتے ہو۔ تو یہ سنتے ہیں۔ یا تم کو نفع یا نقصان پہونچاتے ہیں؟

اُعْبُدُوا اللّٰہَ وَاتَّقُوْہُ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَوْثَانًا وَّ تَخْلُقُوْنَ اِفْکًا اِنَّ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَمْلِکُوْنَ لَکُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰہِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْہُ وَاشْکُرُوْا لَہٗ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ۝ وَاِنْ تُکَذِّبُوْا فَقَدْ کَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِکُمْ وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ (سورۃ العنکبوت ع ۲ پ)

ترجمہ۔ اللہ کی عبادت کرو۔ اور اس سے ڈرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم جانتے ہو تم اللہ کو چھوڑ کر صرف بتوں کی پرستش کرتے ہو اور جھوٹی بات بناتے ہو۔ بے شک وہ لوگ جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو تمہارے رزق کے مالک نہیں ہیں۔ پس تم اللہ کے پاس رزق طلب کرو۔ اور اس کی عبادت کرو۔ اور اس کا شکر کرو۔ اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤگے اور اگر تم جھٹلاؤگے تو بے شک تم سے پہلی اُمتوں نے بھی جھٹلایا اور رسول کے ذمہ کھلی تبلیغ کے سوا کچھ نہیں۔ اس تقریر کا جواب انہوں نے وہی دیا۔ جو اہل باطل اور کور باطن ہمیشہ دیا کرتے ہیں یعنی

نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَھَا عٰکِفِیْنَ

(سورۃ الشعراء ع ۵ پ)

ترجمہ۔ ہم بتوں کو پوجتے ہیں بس ان کے لئے جم کر بیٹھتے ہیں۔

وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا کَذٰلِکَ یَفْعَلُوْنَ

(سورۃ الانبیاء ع ۵ پ)

(ہم نے اپنے آباء کو ایسے کرتے ہوئے پایا)

وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَھَا عٰبِدِیْنَ۔

(سورۃ الانبیاء ع ۵ پ)

ترجمہ۔ ہم نے اپنے آباء کو ان کی عبادت کرتے ہوئے پایا۔

گویا ان کے پاس اپنے عمل کی کوئی معقول دلیل نہیں تھی۔ بلکہ آنکھیں بند کرکے اپنے آبا کے طریقہ پر چل رہے تھے۔ میں نے ان سے صاف کہدیا کہ

لَقَدْ کُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ

(سورۃ الانبیاء ع ۵ پ) ترجمہ۔ بے شک تم اور تمہارے آبا کھلی گمراہی میں تھے۔ (باقی آئندہ)

بشکریہ "سیرت" بنارس

تبصرہ

نسیم احمد صاحب علوی جھنجھانوی کی تاجدار مدینہ۔ صدیق اکبرؓ اور عثمان غنیؓ جیسی مطبوعات کا میں نے بغور مطالعہ کیا۔ ان کتابوں میں حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ ... جانیں اور مال اسلام کی راہ میں قربان کئے گئے کے سچے۔ سبق آموز اور پاکیزہ واقعات بیان کئے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ان واقعات کا علم ہر مسلمان کو ہونا چاہئے۔ تاکہ ہم اسی قسم کی زندگیاں گزاریں۔ اور ان جیسا بننے کی کوشش کریں۔ حالات اس طریقہ سے بیان کئے گئے ہیں۔ کہ جس کے پڑھنے سے دل متاثر ہوتا ہے۔ لکھائی چھپائی عمدہ اور اچھی ہے۔ بچے ان کتابوں کو بہت آسانی سے پڑھ اور سمجھ سکتے ہیں۔ اردو بھی بہت آسان استعمال کی گئی ہے۔ بچوں کے لئے یہ کتابیں نسبتاً زیادہ مفید ثابت ہوں گی۔ تاکہ ان کے دل ابتداء سے ہی الائشوں سے پاک اور ایمان مضبوط ہوں۔ میں بارگاہ الٰہی میں دعا کرتا ہوں کہ وہ نسیم احمد صاحب علوی جھنجھانوی کی اس دینی خدمت کو قبول فرمادے۔ اور باعث نجات بنائے۔ امین۔

کتابوں کے نام وقیمت مندرجہ ذیل ہیں۔

تاجدار مدینہ ۱۴ار

حضرت صدیق اکبرؓ ۸ر

حضرت عمرؓ ۸ر

حضرت عثمان غنیؓ ۸ر

حضرت علیؓ ۸ر

یہ کتابیں ہندوستان میں ادارہ مدرسہ نور محمدیہ جھنجھانہ ضلع مظفر نگر سے مل ...